قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

(متفرقات)

# اعمال صالح کی جوابدہی

# کی

# حقیقت

فرقان الدین احمد

Ketabton.com

ketabton.com - The Digital Library

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقّاً وَ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَہ ؛ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَ ارْزُقْنَا اجْتِنَابَہ ؛

وَلَا تَجْعَلہُ مُلْتَبِساً عَلَينَا فَنَضِلُ ؛ وَاجْعَلنَا لِلمُتَّقِيْنَ إِمَاماً

# اعمال صالح کی جوابدہی کی حقیقت

مسخ شدہ الہامی مذاہب کے برعکس ؛ دین اسلام میں انسان کی اخروی نجات اس کی اپنی ذاتی کمائی کا نتیجہ ہے ؛ ہر مسلمان کا کامل عقیدہ ہے کہ روز محشر وہ اپنے خالق و مالک کے سامنے اپنے تمام اعمال (بشمول اعمال صالح) کی جوابدہی کے لیے انفرادی حیثیت میں پیش کیا جائے گا ؛

- ✓ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا **[سورۃ مریم ؛ ۹۵]** اور **ہر ایک** ان میں سے قیامت کے روز اس کے ہاں **اکیلا آئے گا**۔

اور نہ صرف وہ فرداً فرداً اپنے خالق و مالک کے دربار میں پیش کیا جائے گا ؛ بلکہ اس کا کل دنیاوی مال و متاع یا کوئی خود ساختہ ، بے دلیل اور خیالی شفیع ؛ اس پیشی کی سختی و ہولناکی میں کمی نہیں لا سکتا ہے۔

- ✓ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ وَمَا نَرَى مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ **[سورۃ الانعام ؛ ۹۴]** اور البتہ تم ہمارے پاس **ایک ایک** ہو کر آ گئے ہو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور **جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا وہ اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو**، اور ہم تمہارے ساتھ ان **سفارش کرنے والوں کو نہیں دیکھتے** جنہیں تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملے میں شریک ہیں، تمہارا آپس میں قطع تعلق ہو گیا ہے اور جو تم خیال کرتے تھے وہ سب جاتا رہا۔

اور نہ ہی کوئی حسب نسب ؛ رشتہ داری ؛ پیری مریدی ؛ گروہ بندی ؛ مسلک پرستی یا علمی مقام اس کے اعمال کی جوابدہی میں مددگار ہو گا۔

- ✓ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) نازل ہوئی "اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا ؛ عام و خاص سب کو جمع فرمایا ؛ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے کعب بن لؤی کے قبیلہ والو! اپنے آپ کو **دوزخ سے بچاؤ** ؛ اے عبد شمس

ketabton.com - The Digital Library

کے قبیلے والو! اپنے آپ کو **دوزخ سے بچاؤ**؛ اے عبد مناف کے قبیلہ والو! اپنے آپ کو **دوزخ سے بچاؤ**؛ اے بنی عبد المطلب والو! اپنے آپ کو **دوزخ سے بچاؤ**؛ اے فاطمہ ؓ اپنے آپ کو **دوزخ سے بچالے**؛ کیونکہ میں تمہارے لئے **اللہ سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا** سوائے اس کے کہ میں تمہارا رشتہ دار ہوں اور بحثیت رشتہ داری کے میں تم سے صلہ رحمی کرتا رہوں گا"۔[صحیح مسلم ۔ جلد اول ۔ ایمان کا بیان ۔ حدیث ۵۰۱]

اور اس کے اعمال صالح اللہ سبحان و تعالیٰ کے حضور گنے نہیں بلکہ تولے جائیں گے۔

- ✓ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [سورۃ الاعراف؛ ۸] اور وا قعی اس دن **وزن** بھی ہو گا، جس شخص کا **پلہ بھاری ہو گا** سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔

اور اپنے اعمال صالح کو اپنے ہی کوتاہیوں کے سبب ضائع کیے بغیر؛ اپنے خالق و مالک کے دربار تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی اسی کے کندھوں پر ہے۔

- ✓ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ [سورۃ الانعام؛ ۱۶۰] اور جو کوئی (خدا کے حضور) **نیکی لے کر آئے گا** اس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اسے سزا ویسے ہی ملے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اور یہ بھی ہر مسلمان کا مسلمہ عقیدہ کے کہ محض اس کے اعمال صالح اس کی نجات کا باعث نہیں ہیں۔

- ✓ ابو ہریرہ ؓ روایت ہے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے کسی کو بھی **اس کا عمل نجات نہ دے گا**"؛ ایک آدمی نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کو بھی نہیں؟"؛ آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے بھی نہیں! مگر یہ کہ اللہ مجھے **اپنی رحمت میں ڈھانپ لے گا**؛ لیکن تم سیدھی راہ پر گامزن رہو"۔[صحیح مسلم ۔ جلد سوم ۔ منافقین کی صفات اور ان کے احکام کا بیان ۔ حدیث ۲۶۱۰]

اب یہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی اس دنیاوی زندگی میں؛ اپنے آپ کو اس عظیم پیشی اور اپنے اعمال کی جوابدہی کی تیاری میں کوشاں رہے اور اس فکر کو لازم ٹھہرائے کہ آخر وہ کون سے عوامل ہیں جو اس عظیم

ketabton.com - The Digital Library

پیشی اور اپنے اعمال صالح کی جوابدہی[1] میں اس کے مددگار ثابت ہو سکتے ہیں؛ کیونکہ نیک اعمال تو کفار سے بھی سرزد ہوتے ہیں مگر آخر وہ کیا عناصر ہیں جو اس عظیم پیشی میں کفار کے نیک اعمال کو اڑتی ہوئی خاک میں تبدیل کر دیں گے۔

- ✓ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا [سورة الفرقان؛ ۲۳] اور **جو عمل انہوں نے کیے** تھے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے پھر انہیں **اڑتی ہوئی خاک** کر دیں گے۔

یعنی قابل فکر امور یہ ہیں کہ آخر وہ کون سے عناصر ہیں۔۔۔

أ. ۔۔۔جو کافر کے اچھے عمل کو ضائع کرتے ہیں؟
ب. ۔۔۔جو کسی اچھے عمل کو دین میں نیک عمل کا درجہ عطا کرتے ہیں؟
ت. ۔۔۔جو نیک عمل کی قبولیت اور اس کے وزن کے حصول میں مرہون منت ہیں؟
ث. ۔۔۔جو نیک اعمال کی موجودگی میں اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے کا باعث ہیں؟

أ. وہ عناصر جو کافر کے اچھے عمل کو ضائع کرتے ہیں؟ عقیدہ توحید

- ✓ ۔۔۔ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ [سورة المائدہ؛ ۵] ۔۔۔اور جو **ایمان سے منکر** ہوا تو اس کی **محنت ضائع** ہوئی اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

عقیدہ توحید محض اللہ سبحان و تعالٰی کو ماننے کا نام نہیں ہے؛ کیونکہ کائنات کے ایک خالق و مالک معبود کو ماننے میں تو دنیا کے بہت سے ادیان مشترک ہیں؛ حتّٰی کہ مشرکین مکہ بھی اللہ سبحان و تعالٰی کے منکر نہیں تھے۔ مگر عقیدہ توحید سے مراد۔۔۔

- اللہ سبحان و تعالٰی کے معبود برحق اور واحد الہ (مع اسماء و صفات) ہونے کے نقلی اور عقلی علم کا

[1] بالخصوص اعمال صالح کی جوابدہی ایک بہت تکلیف دہ امر ہوگا؛ کیونکہ انہیں اعمال صالح کی بنیاد پر وہ اپنے اعمال سیئہ کی بخشش کا امیدوار ہوگا [۔۔۔يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ۔۔۔ [سورۃ الفرقان؛ ۷۰] "۔۔۔اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا۔۔۔"۔] ایسی صورت الحال میں اپنی ساری زندگی کی سعی کو اپنی آنکھوں کے سامنے اڑتی ہوئی خاک بنتے دیکھنا عظیم ترین خسارہ ہے؛ اللہ سبحان و تعالٰی ہم سب کو اس خسارہ سے محفوظ رکھے؛ آمین۔

ketabton.com - The Digital Library

حصول۔یعنی **شرک سے برات**

- اللہ سبحان و تعالیٰ کے معبود بر حق اور واحد الہ (مع اسماء و صفات) ہونے کے نقلی اور عقلی علم پر قلبی یقین کا حصول۔یعنی **شک سے برأت**
- اللہ سبحان و تعالیٰ کے کل اخبار واحکام کی قبولیت۔یعنی **کفر سے برأت**
- اللہ سبحان و تعالیٰ کے احکام کی اطاعت۔یعنی **ظلم سے برأت**
- اللہ سبحان و تعالیٰ کے احکام کی قلبی قبولیت اور ظاہری اطاعت میں موافقت۔یعنی **اعتقادی نفاق سے برأت**
- اللہ سبحان و تعالیٰ کے کل اخبار واحکام کی قبولیت اور اطاعت میں اخلاص۔یعنی **شرک اصغر سے برأت**

یعنی اگر۔۔۔

- ایک شخص کو اللہ سبحان و تعالیٰ کے معبود بر حق یا واحد الہ (مع اسماء و صفات) ہونے کا علم نہیں ہے یا وہ نہیں مانتا ہے؛تو **وہ کافر ہے**۔
- ایک شخص کو اللہ سبحان و تعالیٰ کے معبود بر حق یا واحد الہ (مع اسماء و صفات) ہونے کا علم ہے مگر یقین نہیں ہے؛تو **وہ کافر ہے**۔
- ایک شخص کو اللہ سبحان و تعالیٰ کے معبود بر حق یا واحد الہ (مع اسماء و صفات) ہونے کا علم اور یقین ہے مگر وہ اللہ سبحان تعالیٰ کے کچھ اخبار واحکام کو قبول کرتا ہے اور کچھ کو نہیں؛تو **وہ کافر ہے**۔
- ایک شخص کو اللہ سبحان و تعالیٰ کے معبود بر حق یا واحد الہ (مع اسماء و صفات) ہونے کا علم اور یقین ہونے کے ساتھ؛وہ اللہ سبحان تعالیٰ کی تمام اخبار واحکام کو قبول بھی کرتا ہے مگر اطاعت سے عملی منکر ہے؛تو **وہ ظالم ہے**۔
- ایک شخص کو اللہ سبحان و تعالیٰ کے معبود بر حق یا واحد الہ (مع اسماء و صفات) ہونے کا علم اور یقین ہونے کے ساتھ؛وہ اللہ سبحان تعالیٰ کی تمام اخبار واحکام کو صرف ظاہری طور پر قبول کرتا ہے اور اطاعت بھی؛مگر اس کی قلبی قبولیت اور ظاہری اطاعت میں تضاد ہے؛تو **وہ اعتقادی منافق ہے**۔
- ایک شخص کو اللہ سبحان و تعالیٰ کے معبود بر حق یا واحد الہ (مع اسماء و صفات) ہونے کا علم اور یقین ہونے کے ساتھ؛وہ اللہ سبحان تعالیٰ کی تمام اخبار واحکام کو قبول بھی کرتا ہے اور اطاعت بھی؛اور اس

ketabton.com - The Digital Library

کی قلبی قبولیت اور اطاعت میں تضاد بھی نہیں؛ مگر اپنے عمل سے صرف اللہ سبحان و تعالیٰ کی خوشنودی مقصود نہیں ہے؛ تو **وہ ریاکار ہے**۔

غرض کہ کفر صرف اللہ سبحان و تعالیٰ کے انکار کا نام نہیں ہے؛ بلکہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی ذات و قدرت کاملہ پر شک؛ اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے تفویض شدہ اعمال سے جہالت یا ان کا انکار یا اللہ سبحان و تعالیٰ کی شریعت میں اختیاری کمی و بیشی بھی کفر کے زمرہ میں آتی ہے۔

- ✓ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ [سورۃ ابراہیم؛ ۱۰] ان کے رسولوں نے کہا کیا **تمہیں اللہ میں شک ہے** جس نے آسمان اور زمین بنائے، وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے کچھ گناہ بخشے اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک مہلت دے، انہوں نے کہا تم بھی تو ہمارے جیسے انسان ہو، تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان چیزوں سے روک دو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے رہے سو کوئی کھلا ہوا معجزہ لاؤ۔
- ✓ ۔۔۔أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ [سورۃ البقرۃ؛ ۸۵] **کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو**، پھر جو تم میں سے ایسا کرے اس کی یہی سزا ہے کہ دنیا میں ذلیل ہو اور قیامت کے دن بھی سخت عذاب میں دھکیلے جائیں، اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔
- ✓ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ [سورۃ یونس؛ ۵۹] کہہ دو بھلا دیکھو تو اللہ نے تمہارے لیے جو رزق نازل فرمایا ہے تم نے اس میں سے **بعض کو حرام اور بعض کو حلال** کر دیا، کہہ دو اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے، **یا اللہ پر افترا کرتے ہو**۔

**ب.** وہ عناصر جو کسی اچھے عمل کو دین میں نیک عمل کا درجہ عطا کرتے ہیں؟ **عقیدہ رسالت**

- ✓ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا [سورۃ الاحزاب؛ ۲۱] البتہ تمہارے لیے **رسول اللہ میں اچھا نمونہ** ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

روز محشر جب انسان سے ہر قسم کے حجاب اٹھا دیئے جائیں گے اور غیب حاضر کی شکل اختیار کر لے گا؛ تو ہر

ketabton.com - The Digital Library

شخص کو نہ صرف اللہ کی معرفت کا کامل علم نصیب ہو جائے گا؛ بلکہ اس کامل علم پر کامل یقین کی کیفیت بھی نصیب ہو جائے گی؛ اور اس روز وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی ہر خبر اور حکم کو قبول کرنے کا اقرار بھی کرے گا؛ اور دوبارہ موقع نصیب ہونے پر کامل اطاعت کا دعویٰ بھی کرے گا؛ اور اپنی قبولیت اور اطاعت میں سچے ہونے کے دعوؤں پر قسمیں بھی اٹھائے گا؛ اور ہر حقیقی و غیر حقیقی ذاتیں (بشمول اپنے نفس کے) جن کی خوشنودی کے حصول کی اضافی نیت؛ اس کے اعمال کو ریاکاری سے آلودہ کرتی تھیں؛ وہ تمام محو ہو جائیں گئیں اور اس کو کامل اخلاص نصیب ہو جائے گا۔ اس روز ہر جن و انس کو کسی وسیلہ کے بغیر ہی کامل توحید نصیب ہو جائے گی۔

مگر حالت غیب کی اس دنیا میں؛ کامل و خالص عقیدہ توحید نصیب ہونے کے لیے لازم ہے کہ؛ انسان اور اس کے خالق کے بیچ میں ایک ایسا رابطہ ہو؛ جس کی سچائی مسلمہ ہو؛ جس کا علم دنیاوی اسباب سے ماوراہو؛ یقین کی اعلیٰ ترین کیفیت پر فائز ہو؛ خالق کی ہر خبر و امر کی قبولیت اور اپنی اطاعت میں کامل ہو اور اپنی اسی قبولیت و اطاعت کاملہ کے باعث واجب اطاعت ہو؛ ہر قسم کی آزمائش میں اپنے ہر دعوے میں سچا ہو اور اپنے کل افکار؛ اقوال اور اعمال میں فقط اپنے خالق و مالک سے مخلص ہو؛ اور اسی رابطہ کا نام رسالت ہے جس کی آخری کڑی ہمارے پیغمبر اعظم محمد ﷺ ہیں: اور اب وہی عقیدہ توحید معتبر ہو گا؛ جو اس رابطہ کے ذریعے نصیب ہو گا اور وہی اچھی فکر؛ اچھا قول اور اچھا عمل قابل نظر؛ قابل قبول اور قابل وزن ہو گا؛ جس پر اللہ کے رسول ﷺ کی قبولیت و اطاعت کی مہر کی صورت میں؛ یہ عقیدہ توحید موجود ہو گا۔

- ✓ ۔۔۔ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ [سورۃ الحشر؛ ۷] اور جو کچھ تمہیں **رسول دے** اسے لے لو اور جس سے **منع کرے** اس سے باز رہو، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

پس جیسے اب کوئی یہودی؛ عیسائی یا کوئی بھی غیر مسلم جو اپنے تئیں ایک خدا کی بندگی کا علم بردار ہو؛ مگر اس کا یہ بظاہر اچھا عقیدہ توحید؛ رسول اللہ ﷺ کے رابطہ کے ذریعے تصدیق شدہ نہ ہونے کے باعث؛ روز محشر ناقابل قبول اور قابل رد ہو گا؛ بعینہ ہر مسلمان کی وہ بظاہر اچھی فکر؛ قول یا عمل جو رسول اللہ ﷺ کے رابطہ کے ذریعے تصدیق شدہ نہ ہو؛ وہ اپنے اندر عقیدہ توحید کی عدم موجودگی کی بنیاد پر ناقابل قبول اور قابل رد ہو گا۔

ketabton.com - The Digital Library

**ت.** وہ عناصر جو نیک عمل کی قبولیت اور اس کے وزن کے حصول میں مرہون منت ہیں؟ **اتباع رسول ﷺ**

✓ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ **[سورۃ الذاریات؛ ۵۶]** اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ **میری عبادت** کریں۔

جن وانس کی تخلیق کا واحد مقصد اللہ سبحان و تعالٰی کی عبادت یعنی توحید الوہیت[2] کا حصول ہے؛ یہی وہ توحید مطلوب ہے؛ جس کی انسان کے نیک اعمال میں موجودگی ہی ان کی قبولیت اور ان میں وزن کا واحد سبب ہے۔ اور انسان کے ہر نیک عمل میں اس توحید الوہیت کی موجودگی عقیدہ توحید کے مندرجہ ذیل چھ اجزا یا ارکان[3] کے مرہون منت ہے؛ جن کے اثبات کے ذریعے ہی ایک مسلمان نہ صرف اپنی زندگی میں اپنے مطلوب عقیدہ توحید کی حفاظت کرتا ہے؛ بلکہ اپنے اعمال صالحہ کی قبولیت اور ان کے وزن میں اضافہ کا باعث بھی بنتا ہے۔

## علم کا حصول؛؛؛؛

انسان کے نیک اعمال کی دو ہی نوعیت ہیں؛ عبادات (یعنی خالق و مخلوق کے تعلقات پر مبنی) اور معاملات (یعنی مخلوق کے باہمی تعلقات پر مبنی)۔ "عبادات" کی شرعی اصطلاح کا اطلاق عمل[4] کے شرعی ظاہر پر ہوتا ہے؛ برخلاف "معاملات" کی شرعی اصطلاح کا تعلق عمل کے شرعی باطنی اصول پر ہوتا ہے۔

ایک عامی مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر قسم کی "عبادت" سے پہلے اس بات کا علم حاصل کرے کہ کیا یہ عمل اللہ کے خوشنودی کا باعث ہے یا نہیں؛ اور ہر عبادت کے لیے لازم ہے کہ وہ فرض یا سنت کے دائرہ میں

---

[2] توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کی نوعیت فکری ہے اور یہ دونوں توحید الوہیت میں شامل ہیں۔

[3] عقیدہ توحید اور اس کے مطلوبہ اجزا یا ارکان کی تفصیل کے لیے کتاب "قوا انفسکم و اھلیکم نارا" میں مضمون "عقیدہ توحید کی حقیقت" کا مطالعہ فرمائیں۔

[4] عمل کی مثال کی ایک جسم کی ہے اور اس کے ظاہری اجزا کی مثال اس جسم کے اعضاء؛ اور اس کی روح وہ باطنی اصول ہے جو اس عمل میں قبولیت اور اس کے وزن کا ذمہ دار ہے۔ دین میں عمل کی اصطلاح کا اطلاق کل جسم پر ہوتا ہے نہ کہ اس کے انفرادی اجزا پر۔ مثلاً نماز کے اصطلاح کا اطلاق جس عبادت پر ہوتا ہے؛ وہ تکبیر تحریمہ؛ قیام؛ تلاوت قرآن؛ رکوع؛ سجود؛ تشہد وسلام وغیرہ پر مشتمل ہے اور اس عبادت کی روح خشیت کے اصول پر مبنی ہے۔ یا لین دین کی اصطلاح کا اطلاق جس معاملہ پر ہوتا ہے؛ وہ باہمی ضرورت؛ قیمت کے تعین؛ باہمی رضامندی؛ مال کی سپردگی؛ قیمت کی ادیگی وغیرہ پر مشتمل ہے اور اس معاملہ کی روح دھوکہ دہی کی نفی کے اصول پر مبنی ہے۔

ketabton.com - The Digital Library

موجود ہو؛ کیونکہ ہر مسلمان کی ہر عبادت صرف اسی وقت نیک عمل (عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ) کی فہرست میں شامل ہو سکتی ہے کہ اگر اس کے مد مقابل رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ میں وہ عبادت اپنی شرعی اصطلاح اور ظاہری مثل کے ساتھ موجود ہو۔ میزان پر ہر فرض یا سنت عبادت (یعنی نماز؛ روزہ؛ زکوۃ؛ حج؛ اعتکاف؛ عمرہ؛ تبلیغ وجہاد فی سبیل اللہ وغیرہ) اپنی شرعی اصطلاح سے پکار کر پیش کی جائے گی اور اپنے ظاہری اجزا اور باطنی روح کی درستگی کے بدولت ہی؛ رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے تقابل میں؛ اپنے وزن کی حقدار قرار پائے گی۔

جو عبادت رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں موجود ہی نہ ہو؛ وہ کس نام سے میزان[5] پر وزن کے لیے پکاری اور پیش کی جائے گی[6] اور یہی وہ موقع ہو گا جب ایسی تمام خود ساختہ عبادات رسول اللہ ﷺ کے فرمان "جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسا کام جاری کیا جو کہ اس میں نہیں وہ مردود ہے۔" [متفق الیہ] کے مطابق رد کر دی جائے گئیں اور ان کے عاملین کی حسرت میں اضافہ کا باعث بن جائیں گئیں [الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا [سورة الكهف؛ ۱۰۴] وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھو گئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔]۔

بعینہ ایک عامی مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر قسم کے "معاملہ" سے پہلے اس بات کا علم حاصل کرے کہ کیا یہ مخصوص عمل اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے یا نہیں؛ اور ہر معاملہ کے لیے لازم ہے کہ وہ کسی مکروہ یا حرام

---

[5] روز محشر کم از کم دو میزان ضرور موجود ہوں گے؛ اول میزان پر نیک اعمال کو رسول اللہ ﷺ کے عمل سے مناسبت کے مطابق وزن نصیب ہو گا اور دوسرے میزان پر ان وزن شدہ نیک اعمال کو انسان کی برائیوں کے عوض تولا جائے گا۔ [وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ [سورة الانبیاء؛ ۴۷] اور رکھیں گے ہم ترازوئیں انصاف کی قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہو گا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہو گا برابر رائی کے دانہ کے تو ہم لے آئیں گے اس کو اور ہم کافی ہیں حساب کرنے کو۔]

[6] ہمارے بریلوی بھائیوں کو فکر کرنی چاہیے کہ آخر عید میلاد النبی ﷺ؛ گیارویں شریف؛ عرس؛ جمعرات؛ چہلم؛ برسی وغیرہ جیسی عبادات کس شرعی اصطلاح کے تحت میزان پر پکاری جائیں گئیں۔ ہمارے تبلیغی بھائیوں کا سہ روزہ؛ چار مہینے؛ تبلیغی اجتماع وغیرہ بھی اسی فہرست میں شامل ہے۔ اور عمومی طور پر ختم قرآن وختم بخاری شریف وغیرہ جیسی دینی تقریبات بھی آخر کس شرعی اصطلاح کی حیثیت سے میزان پر قابل وزن قرار پائیں گئیں۔ ان اعمال کے عاملین پر لازم ہے کہ وہ ان غیر مستعمل اصطلاحات کے بجائے اپنے اعمال کے لیے دین میں موجود مستعمل اصطلاحات کا استعمال کریں؛ تا کہ ہر قسم کی بدعت کا شائبہ دور ہو جائے اور ایک مخصوص طبقہ کے بجائے؛ ہر امتی ان نیک اعمال پر عمل کے ذریعے اپنے نامہ اعمال میں اضافہ کر سکے۔

ketabton.com - The Digital Library

شرعی اصول پر قائم نہ ہو رہاہو۔ میزان پر ہر معاملہ اپنے شرعی اصول (یعنی امانت؛ حسن فطرت؛ سچاکلام؛ رزق کی پاکدامنی وغیرہ) کے لیے مستعمل شرعی اصطلاح سے پکار کر پیش کیا جائے گا اور اپنے حسن معاملہ کی بدولت رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق کے تقابل میں ہی اپنے وزن کا حقدار قرار پائے گا[7] [وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ [سورۃ القلم؛ ۴] اور اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں۔] ۔حتّٰی کہ ایک مباح اصول پر مبنی معاملہ بھی صرف اپنے اندر عقیدہ توحید کے رکن علم ویقین کے حصول میں جستجو کے باعث وزن کا حقدار پائے گا[8]۔

عبادات میں صرف باطنی شرعی اصول میں مطابقت کی بنیاد پر کوئی نیا ظاہری عمل عبادت میں شمار نہیں ہو سکتا[9]؛ اور نہ ہی معاملات میں صرف ظاہری مطابقت کی بنیاد پر کوئی معاملہ نیکی میں شمار ہو سکتا ہے[10]۔ اور عقیدہ توحید کے اس رکن کے حصول کے بغیر کوئی عمل قبولیت کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا؛ یعنی عامل کو جس عمل صالح کے بارے میں علم ہی نہیں ہے کہ؛ یہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے یا نہیں؛ وہ عمل

---

[7] دین میں عبادات ہر کس وناکس کے لیے ایک ہی ظاہری وجود رکھتیں ہیں مگر اس کے برعکس معاملات چونکہ شرعی اصولوں کی بنیاد پر اپنا وزن رکھتے ہیں؛ تو ان میں بے پناہ تفاوت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "بے شک آدمی اپنے حسن اخلاق کے ذریعے راتوں کو قیام کرنے والے اور دنوں کو روزے رکھنے والے کے درجات پالیتا ہے" [المستدرك على الصحيحين/كِتَابُ الْإِيمَانِ/حدیث: ۲۰۰] اور انہی باطنی اصولوں پر مبنی معاملات کے مطابق قرآن حکیم کا فرمان ہے کہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ [سورۃ الزلزلۃ؛ ۷] "تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا"۔

[8] دین اسلام میں علم کی اہمیت کے احساس کے لیے یہی کافی ہے کہ؛ اس دین میں مباح معاملات بھی علمی دلیل کے تابع ہیں۔

[9] مثلاً رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ان کا رحمۃ العالمین ہونے پر ایمان لانے کا اصول برحق ہے؛ مگر اس شرعی اصول کی بنیاد پر عید میلاد النبی ﷺ کو عبادات میں شامل نہیں کیا جا سکتا؛ یا؛ قرآن میں جیسے ایک اصول بیان کیا گیا ہے کہ "مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے" مگر اس شرعی اصول کی بنیاد پر محض وہی تبلیغ؛ عبادت میں شمار ہو سکتی ہے جس کی نظیر رسول اللہ ﷺ کی سنت میں ملتی ہو (یعنی مسلمانوں کے لیے تعلیم و تعلم؛ موعظت حسنہ اور امر بالمعروف ونھی عن المنکر۔۔ کافروں کے لیے دعوت دین؛ مجادلہ اور اقدامی جہاد فی سبیل اللہ)؛ نہ کہ مروجہ تبلیغی جماعت کا غیر مستعمل اصطلاحات کی بنیاد پر قائم تبلیغی نظام۔ مزید تفصیل کے لیے کتاب "قو انفسکم واھلیکم نارا" میں مضمون "تبلیغ کی حقیقت" اور انفرادی مضمون "تبلیغی جماعت کی حقیقت" کا مطالعہ فرمائیں۔

[10] مثلاً قرض پر منافع کا سود میں شامل ہونے کے شرعی اصول؛ مروجہ قرضوں پر مبنی معیشت کا اصول اور بنکوں کو تخلیق زر کی آزادی کے اصول کے باعث؛ اسلامی بینکوں کا ظاہری نظام صرف شرعی اصطلاحات کے استعمال کی بنیاد پر جواز نہیں پا سکتا؛ یا؛ قرآن میں مسلمانوں کو باہمی و اجتماعی امور میں معاملات باہمی مشورہ سے حل کرنے کا اصول بیان کیا گیا ہے؛ مگر اس اصول کی بنیاد پر مروجہ جمہوریت کو اسلامی کا لاحقہ لگا کر جواز نہیں فراہم کیا جا سکتا۔

ketabton.com - The Digital Library

صالح؛عامل کی حالت جہالت کے باعث؛ قابل قبول ہی نہیں ہے۔

## یقین کی کیفیت؛؛؛؛

یقین؛حاصل کردہ علم پر اطمینان کی قلبی کیفیت کا نام ہے؛اور گو ابتدا میں اس کے حصول کے لیے ایک علمی دلیل بھی کافی ہے؛ مگر اپنے یقین کو شک کی کیفیت میں تبدیل ہونے سے محفوظ رکھنے کے لیے اتنا قلیل علم کافی نہیں ہے اور اس میں اضافہ کے دو ہی طریقے ہیں۔

علم کے حصول کے ذریعے اپنے ہر عمل کے علمی دلائل میں اضافہ۔ ہر نئی دلیل کے اضافہ کے ساتھ انسان کے اس مخصوص عمل پر موجود یقین میں اضافہ ہوتا ہے؛ مگر یہ اضافہ صرف اس وقت تک کارآمد ہے جب تک کسی متضاد نقطہ نظر سے سامنا نہیں ہوتا ہے۔

یقین میں اضافے کا دوسرا طریقہ اپنے عمل کے دلائل کو ناقدین یعنی متضاد نقطہ نظر کے دلائل کے تقابل سے نصیب ہوتا ہے اور اس طریقہ سے اگر انسان جامد ذہنیت کا حامل نہیں ہے؛ تو اس کو اپنے عمل کی اصلاح کا موقع نصیب ہوتا ہے یا اپنے موجودہ علمی دلائل کے اصح ہونے پر شرح صدر کے باعث اس کے ایمان[11] میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔

اپنے ہر عمل کو شک کی کیفیت سے پاک رکھنا ہی ایک مؤمن کا شیوہ ہے جیسا کہ اللہ سبحان و تعالٰی نے فرمایا؛

- ✓ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ [سورة الحجرات؛ ١٥] بے شک سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر **انہوں نے شک نہ کیا** اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی سچے (مسلمان) ہیں۔

جس طرح علم عمل کا ظاہر ہے اسی طرح یقین عمل کا باطن ہے اور دونوں کی موجودگی میں ہی کسی عمل کی قبولیت کی توقع کی جا سکتی ہے؛ جس طرح بغیر علم کے عمل قابل قبول نہیں؛ اسی طرح عقیدہ توحید کے اس رکن کے بغیر بھی کوئی عمل قبولیت کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔

- ✓ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ قَالُوا بَلَى وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ

---

[11] ایمان ویقین کے فرق کو سمجھنے کے لیے انفرادی مضمون "نماز کی حقیقت" کا مطالعہ فرمائیں۔

ketabton.com - The Digital Library

الْأَمَانِيُّ حَتَّى جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ [سورة الحديد؛ ١٤] وہ انہیں پکاریں گے **کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے**، وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا اور راہ دیکھتے **اور شک کرتے رہے** اور تمہیں آرزوؤں نے دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور تمہیں اللہ کے بارے میں شیطان نے دھوکہ دیا۔

## عمل کی قبولیت؛؛؛؛

جس مخصوص عمل کی اصح شکل کے علمی دلائل پر قلب کو یقین کی کیفیت نصیب ہو جائے؛ اس کو کسی لیت و لعل کے بغیر من و عن قبول کرنا ہی عقیدہ توحید کے اس تیسرے رکن کا حاصل ہے۔ عقیدہ توحید کا یہ رکن نفس انسانی پر انتہائی بھاری اور فطر تاً ناگوار ہے؛ خصوصاً دینی و دنیاوی اولوالامر حضرات کے لیے۔ قرآن و حدیث شاہد ہیں کہ فرعون و نمرود؛ علمائے یہود یا سرداران قریش علم اور یقین کی منزلیں طے کر چکے تھے؛ مگر عقیدہ توحید کے اس جز کے انکار کے باعث ان کا علم اور یقین ان کے لیے نافع ثابت نہیں ہو سکا؛ اور بشمول اپنے نفس کے؛ اپنے متبعین کی گمراہی کا بھی سبب بنے۔

- ✓ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ [سورة البقرة؛ ١٤٦] وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ **اسے پہچانتے ہیں** جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، اور بے شک کچھ لوگ ان میں سے حق کو چھپاتے ہیں اور **وہ جانتے ہیں**۔
- ✓ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ [سورة النمل؛ ١٤] اور انہوں نے ان کا ظلم اور تکبر سے انکار کر دیا حالانکہ ان کے **دل یقین کر چکے تھے**، پھر دیکھ مفسدوں کا انجام کیسا ہوا۔
- ✓ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ [سورة النحل؛ ٨٣] وہ اللہ کی **نعمتیں پہچانتے ہیں** پھر **منکر ہو جاتے ہیں** اور اکثر ان میں سے ناشکر گزار ہیں۔

کسی بھی عمل کے علم و یقین کے حصول کے بعد قبولیت سے مانع کا سبب محض تکبر ہے؛ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "۔۔۔ تکبر، حق کو قبول نہ کرنا۔۔۔" [صحيح مسلم۔ كتاب الإيمان ۔ حديث: ٢٦٥] "اب چاہے یہ تکبر حکمرانوں میں طاقت کی وجہ سے ہو؛ امیروں میں مال و دولت کی وجہ سے ہو؛ معروف شخصیات میں عزت و شہرت کی وجہ سے ہو؛ عوام میں جہالت کی وجہ سے ہو؛ عابد میں اپنی عبادات کی وجہ سے ہو؛ یا علماء میں

ketabton.com - The Digital Library

علم کی وجہ سے ہو؛ اس تکبر کے نتیجہ میں؛ انسان اپنے ہی علم ویقین کے انکار میں مبتلا ہونے کے باعث؛ اس مخصوص عمل کے متعلق اللہ کی نافرمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اہل یہود کی طرح؛ آج بھی ایک مسلمان معاشرہ میں علما کی سب سے بڑی دینی آزمائش عقیدہ توحید کے اسی جز کے ذریعے ہوتی ہے اور ہر مکتب فکر کی عوام کی گمراہی کا سب سے بڑا سبب اپنے متبوع علمائے سوء کی عقیدہ توحید کے رکن قبولیت کی ادائیگی میں ناکامی سے ہے[12]۔ اور ہمارے اسلامی معاشروں میں عمومی طور پر علماء کے رویے اپنے موجودہ مخصوص عمل کے مخالف نقطہ نظر سے عالمانہ نہیں بلکہ جارحانہ[13] ہیں؛ یا وہ اپنے موجودہ مخصوص عمل سے اختلاف رائے کو اپنے دینی مقام کے منافی قرار دیتے ہوئے؛ اصلاح پسندانہ رویہ کے بجائے مدافعانہ[14] رویہ اپنانے؛ یا یکسر طور پر اپنے مخالف نقطہ نظر کو نظر انداز کرنے اور اس سے انجان رویہ اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

قبولیت میں ناکامی کے باعث؛ انسان چاہے اپنے گزشتہ عمل کو نیکی سمجھ کر عامل رہے؛ مگر اب یہ عمل اللہ کی نافرمانی؛ اپنے باطن میں کذب اور اخلاص سے عاری شمار ہو گا؛ یعنی عقیدہ توحید کے قبولیت کی رکن کی عدم موجودگی ہی اس کے موجودہ مخصوص عمل کی قبولیت میں مانع ہے۔

### اطاعت وفرماں برداری؛ اطاعت میں صدق واخلاص؛؛؛؛

عقیدہ توحید کے پہلے تین ارکان کا تعلق ایک مسلمان کی فکر سے ہے؛ جس کی بنیاد پر عمل کی عمارت قائم ہوتی ہے اور آخری تین ارکان (اطاعت وفرماں برداری؛ صدق واخلاص) براہ راست عمل میں پنہاں ہیں۔ فکر جب تک عمل کی شکل اختیار نہیں کرتی وہ محض معلومات کی ایک شکل ہوتی ہے؛ اس لیے محض کسی فکر کو اس کے دلائل کی بنیاد پر قبول کر لینا کافی نہیں؛ بلکہ اس کی حاملیت؛ عمل سے ثابت کرنا ضروری ہے۔

---

[12] گو عوام کی گمراہی کا دوسرا بڑا سبب دنیا کی محبت بھی ہے؛ جس کے باعث وہ عقیدہ توحید کے ارکان علم ویقین کے حصول کی سعی کے بغیر ہی؛ ہر اس عالم کی رائے کو اپنانے میں نہیں ہچکچاتے جو ان کو دینی جواز کی روشنی میں دنیا کے حصول کو آسان بناتی ہو۔

[13] جارحانہ رویہ سے مراد ہے کہ دلیل کے علمی جواب کے بجائے دلیل کنندہ کی کردار کشی؛ یا دلیل کنندہ کے لیے قبر پرست؛ بریلوی؛ دیوبندی؛ گستاخ رسول؛ وہابی؛ مقلد؛ غیر مقلد جیسی اصطلاحات کا استعمال؛ یا دلیل کنندہ کی دوسری علمی کوتاہیوں کے بیان سے اصل جواب دینے سے اجتناب برتنا۔

[14] مدافعانہ رویہ سے مراد ہے کہ اپنے عمل کی دلیل کو دلیل کنندہ کی دلیل کے مقابل پیش کرنے کے بجائے؛ صرف اپنی ہی دلیل پر اصرار کرتے رہنا اور اپنی دلیل کے مخالف ہر کلام سے اجتناب برتنا۔

ketabton.com - The Digital Library

اطاعت میں انسان اپنی استطاعت کا مکلف ہے[لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔۔۔ [سورۃ البقرۃ؛ ۲۸۶]اللہ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا۔۔۔] اور استطاعت؛ اس کی صلاحیت[قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ [سورۃ الاسراء؛ ۳۹] کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے۔]؛ اس کو دستیاب اسباب [۔۔۔لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۔۔۔ [سورۃ الطلاق؛ ۷]۔۔۔اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی قدر جو اسے دے رکھا ہے۔۔۔] اور اس کی کوشش [وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى [سورۃ النجم؛ ۳۹] اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے] کی مرکب ہے۔

اطاعت کا جذبہ تو وہی معتبر ہے کہ جس وقت عمل کا وقت ہو اس وقت انسان اس عمل کے لیے تیار ہو۔

- ✓ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ [سورۃ محمد؛ ۲۱] **حکم ماننا** اور نیک بات کہنا (لازم ہے)، پس جب **بات قرار پا جائے** تو اگر وہ **اللہ کے سچے** رہے تو ان کے لیے بہتر ہے۔

بغیر کوشش؛ کسی بھی انسان کے لیے اپنی صلاحیت کے فقدان یا اسباب کی عدم دستیابی جانچنے کو کوئی طریقہ نہیں ہے اور نہ ہی اس عمل کے موافق مطلوب صلاحیت یا اسباب جانچنے کا پیمانہ۔ اور اگر عمل کی ادائیگی میں اللہ کے ساتھ سچا ہوتا ہے؛ تو عمل سے پہلے ہی؛ مطلوبہ صلاحیت اور اسباب کے جانچنے؛ ان کے حصول اور دستیابی کی سعی میں کوشاں رہتا ہے[15]۔

- ✓ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ [سورۃ التوبۃ؛ ۴۶] اور اگر **وہ نکلنا چاہتے تو اس کے لیے کوئی سامان ضرور تیار کرتے** لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا پسند نہ کیا سو انہیں روک دیا اور حکم ہوا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

ایسے سچے لوگوں کو صلاحیت کی کمی یا اسباب کی عدم دستیابی اور اس کے باعث عمل سے محرومی؛ انہیں تقویٰ کے معیار سے نہیں گراتی۔

- ✓ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا

---

[15] فرض معاملات (بالخصوص علم کا حصول؛ نماز؛ روزہ؛ زکوۃ؛ حج اور جہاد فی سبیل اللہ) میں اس سعی کی حیثیت فرض کی ہے؛ اور اس سعی کے بغیر اپنے آپ کو معذور قرار دینا محض شیطان کا دھوکا ہے؛ اور عند اللہ معذور نہیں بلکہ تارک فرض ہے۔

ketabton.com - The Digital Library

نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ [سورة التوبة؛ ۹۱] **ضعیفوں** اور **مریضوں** پر اور ان لوگوں پر **جو نہیں پاتے جو خرچ کریں** کوئی گناہ نہیں ہے جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کریں، نیکوکاروں پر **کوئی الزام نہیں** ہے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور یہی وہ سچے اور حقیقی اطاعت گزار لوگ ہیں؛ جن کے ساتھ دین میں ظاہری کمی کے باوجود؛ ان کے رب کا جنت کا وعدہ ہے۔

- ✓ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا [سورة الفتح؛ ۱۷] نہ **اندھے** پر کچھ گناہ ہے اور نہ **لنگڑے** ہی پر کچھ گناہ ہے اور نہ **بیمار** ہی پر کچھ گناہ ہے، اور **جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا** تو اسے ایسے باغوں میں **داخل کرے گا** جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور جو نافرمانی کرے گا اسے سخت سزا دے گا۔

اور اگر اطاعت کے پکے دعووں کے ساتھ؛ صلاحیت اور اسباب بھی موجود ہو؛ مگر عین عمل کے وقت اس عمل کا تارک ہو، تو اس شخص کے عقیدہ توحید کے تینوں ارکان اطاعت؛ صدق اور اخلاص ناقص ہیں۔

- ✓ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ قُلْ لَا تُقْسِمُوا طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ [سورة النور؛ ۵۳] اور اللہ کی **پکی قسمیں** کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ انہیں **حکم دیں** تو سب کچھ چھوڑ کر نکل جائیں، کہہ دو **قسمیں نہ کھاؤ**، دستور کے موافق **فرمانبرداری** چاہیے، بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

صدق کا تعلق عقیدہ توحید کے رکن قبولیت اور اطاعت دونوں کے ساتھ یکساں ہے۔ جب تک انسان کی قبولیت اس کے علم و یقین کے تابع رہتی ہے اور اس کی اطاعت اس کی قبولیت کے تابع رہتی ہے تو وہ اپنے مخصوص عمل میں سچا ہے؛ ورنہ اگر کسی مخصوص عمل میں انسان کی قبولیت اس کے علم و یقین کے تابع نہیں ہے تو اب اس کی اطاعت ظلم اور اللہ کے ساتھ اس کا تعلق کذب پر مبنی ہے[16] اور وہ اپنے اس مخصوص عمل

---

16 مثلاً ایک بدعت پر مبنی عمل گو حالت جہالت میں مرتکب ہوتا ہے مگر بدعتی اپنی جہالت کے باوجود اس بدعت کی ادائیگی میں صادق ہوتا ہے؛ مگر اگر اس کو قرآن و حدیث کے دلائل پر مبنی تقابل سے یقین کی کیفیت نصیب ہو جائے کہ اس کے عمل کی حیثیت ایک بدعت کی سی ہے اور وہ پھر بھی اس پر عامل رہے؛ تو اب یہ بدعت علم و یقین کی موجودگی میں اس کے حق میں ظلم اور

ketabton.com - The Digital Library

کے باعث جنت کے حصول یا اللہ کی رضامندی کا طالب نہیں بلکہ محض کسی بیرونی دباؤ یا اپنے کسی مفاد کے تحت اس مخصوص عمل پر عامل ہے۔ جیسا کہ شیطان کو اللہ کے عذاب کا علم بھی تھا؛ اس پر یقین بھی ؛ مگر قبولیت کا منکر ہونے کے باعث ؛ اپنے اس مخصوص عمل کا جواز اللہ کا خوف بیان کرنے میں کاذب ہے۔

- ✓ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَى عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكُمْ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ **[سورة الانفال؛ ۴۸]** اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوشنما کر دیا اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا حمایتی ہوں، پھر جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں تو وہ **اپنی ایڑیوں پر الٹا پھرا** اور کہا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں میں ایسی چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں **اللہ سے ڈرتا ہوں**، اور **اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے**۔

اور عقیدہ توحید کے اسی رکن یعنی صدق کے باعث ہی انسان کو اپنی اطاعت پر استقامت نصیب ہوتی ہے۔

- ✓ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا **[سورة الاحزاب؛ ۲۳]** ایمان والوں میں سے ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے **جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا**، پھر ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں اور عہد میں **کوئی تبدیلی نہیں کی**۔

عقیدہ توحید کے پہلے پانچ اجزا یا ارکان کی موجودگی سے انسان کا مخصوص عمل اسلام کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے اور آخری جز یعنی اخلاص ؛ انسان کے اس مخصوص عمل کو اسلام کے درجہ سے اٹھا کر ایمان اور احسان کی بلندیوں تک پہنچانے کا ذمہ دار ہے۔ اخلاص ہی انسان کے علم و یقین و قبولیت و اطاعت اور صدق پر مبنی اس مخصوص عمل میں ؛ ایک مسلمان کے لیے اخروی اجر ؛ ایک مؤمن کے لیے دنیاوی اثر اور ایک محسن کے لیے

---

وہ اس کی ادائیگی میں کاذب ہوتا ہے۔ یعینہ اگر ایک عمل کمزور دلیل کی بنیاد پر قائم ہو؛ تو مضبوط دلیل کی غیر موجودگی میں عامل اس عمل کی ادائیگی میں صادق ہوتا ہے؛ مگر اگر اس کو قرآن و حدیث کے دلائل پر مبنی تقابل سے یقین کی کیفیت نصیب ہو جائے کہ اس کا موجودہ عمل اللہ کی خوشنودی کا باعث نہیں ہے اور وہ پھر بھی اس پر عامل رہے؛ تو اب یہ عمل علم و یقین کی موجودگی میں اس کے حق میں ظلم اور وہ اس کی ادائیگی میں کاذب ہوتا ہے۔

ketabton.com - The Digital Library

دنیاوی واخروی لذت کا باعث ہے۔

حالت اخلاص میں اللہ کے حضور کیا گیا ایک سجدہ؛ حالت ریا میں کئے گئے قتال سے افضل اور میزان پر زیادہ وزنی ہے؛ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "۔۔۔بلاشبہ اللہ اسی عمل کو قبول کرتا ہے، جو خالص اسی کے لیے اور اس کی رضامندی کے حصول میں کیا جائے۔" [سنن النسائي ۔ حديث؛ ۳۱۴۰]۔ اخلاص کی موجودگی کی سب سے بڑی نشانی اپنے عمل صالح کے ظاہر وباطن سے غیر مطمئنین رہتے ہوئے؛ ہر وقت اپنے عمل صالح کے ضائع ہونے کے خوف میں مبتلا رہنا؛ اور اپنے عمل صالح کے علم ویقین وقبولیت واطاعت اور صدق میں اضافہ کی کوشش سے اپنے عمل کے ظاہر وباطن کو منور کرتے رہنا۔

- ✓ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ [سورة المؤمنون؛ ۶۰] اور **جو دیتے ہیں** جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے **دل اس سے ڈرتے ہیں** کہ وہ اپنے رب کی طرف **لوٹنے والے** ہیں۔

اور اخلاص کی کمی کی سب بڑی نشانی انسان کے عمل صالح کا ظاہری وباطنی طور پر حالت جمود کا شکار ہونا ہے؛ حالت جمود میں انسان کا نیک عمل محض ایک عادت کی شکل اختیار کرلیتا ہے اور اس میں اللہ کے رضا کی حصول کی تڑپ؛ اس کے ضائع ہونے کا خوف؛ اس کے حسن میں اضافہ کی چاہت معدوم ہو جاتی ہے اور وہ اللہ سبحان وتعالٰی کی رحمت سے بے نیاز؛ محض اس نیک عمل کو ہی اپنی بخشش کے لیے کافی سمجھنے لگتا ہے۔

- ✓ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ [سورة التوبة؛ ۱۹] کیا تم نے **حاجیوں کا پانی** پلانا اور **مسجد حرام کا آباد** کرنا اس کے برابر کر دیا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں لڑا، اللہ کہ ہاں یہ **برابر نہیں ہیں**، اور اللہ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔[17]

**ث.** وہ عناصر جو نیک اعمال کی موجودگی میں اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے کا باعث ہیں؟ تقویٰ

ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ توحید محض ایک فکری نظریہ ہے؛ جس کی بدولت اس کو اللہ کی نشانیوں پر غور

[17] یہ آیت صحیح مسلم کی روایت کے مطابق جمعہ کے دن تین مسلمانوں کے باہمی مجادلہ کے نتیجے میں نزول ہوئی تھی؛ ملاحظہ فرمائیں [صحيح مسلم ۔ كتاب الإمارة ۔ حديث: ۴۸۷۱]

ketabton.com - The Digital Library

کرنے سے اللہ کے معبود برحق ہونے کا فکری علم ویقین حاصل ہوتا ہے؛ اس فکری علم ویقین کا حاصل وہ قبولیت ہے؛ جو شعوری طور پر انسان کو اللہ کے کل احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور ہر مکلف حکم کی اطاعت؛ صدق اور اخلاص کا وعدہ کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

- ✓ اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ **[سورة الرعد؛ ۲]** اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کیا جنہیں تم دیکھ رہے ہو، پھر عرش پر قائم ہوا، اور سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا، ہر ایک اپنے وقتِ معین پر چل رہا ہے، وہ ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے **نشانیاں** کھول کر بتاتا ہے تا کہ تم اپنے رب سے ملنے کا **یقین** کرلو۔
- ✓ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ **[سورة البقرة؛ ۲۸۵]** رسول نے مان لیا جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اترا ہے اور مسلمانوں نے بھی **مان لیا**، سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو **مان لیا** ہے، (کہتے ہیں کہ) ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، اور کہتے ہیں **ہم نے سنا اور مان لیا**، اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یہ فکری عقیدہ توحید اس ایمان کی بنیاد ہے جس کا حاصل اللہ سبحان وتعالیٰ کا خوف (یعنی تقویٰ) کے حصول کی کوشش ہے؛ اور اس تقویٰ کے حصول کا واحد راستہ ہمارے ہر عمل کے عقیدہ توحید کے رکن اول یعنی اللہ کی خوشنودی وناراضگی کے علم اور اس کی قبولیت میں پنہاں ہے؛ جس کے باعث ہمارا ہر عمل ہمارے تقویٰ میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ اسی لیے جس عامل کے عمل کی اطاعت؛ صدق اور اخلاص؛؛؛ اپنے علم ویقین کی قبولیت کی بنیاد پر ہے؛ وہی اہل علم ہے اور وہی حامل تقویٰ بھی ہے [۔۔۔إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۔۔۔ [سورة فاطر؛ ۲۸]۔۔۔بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے عالم ہی ڈرتے ہیں۔۔۔]۔

غرض کہ ایک مسلمان کے ہر نیک عمل میں پنہاں علم ویقین اور قبولیت پر مبنی باطنی تقویٰ اور اطاعت وصدق اور اخلاص پر مبنی ظاہری شعوری اتباع رسول ﷺ ہی وہ بنیادی عناصر ہیں؛ جو اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے کا باعث ہیں؛ اور ہر نیک عمل کے ساتھ اللہ سبحان وتعالیٰ کی اس رحمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

ketabton.com - The Digital Library

✓ وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ [سورة الانعام؛ ۱۵۵] یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے سو اس کا **اتباع کرو اور ڈرو** تاکہ تم پر **رحم کیا جائے**۔

ہمارے علم؛ یقین اور قبولیت کی بنیاد پر حاصل ہونے والے باطنی تقویٰ میں؛ اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے کی اصل حقیقت تو روزِ محشر میں ہی آشکار ہوگی؛ جب ہمیں اس کی بدولت جہنم کے کنارے سے نجات [ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا [سورة مریم؛ ۷۲] پھر ہم انہیں بچالیں گے جو ڈرتے ہیں اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔ ] اور بالآخر جہنم سے آزادی کا پروانہ نصیب ہوگا [وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ [سورة الزمر؛ ۶۱] اور جو پرہیزگار ہیں ان کی (سعادت اور) کامیابی کے سبب خدا ان کو نجات دے گا نہ تو ان کو کوئی سختی پہنچے گی اور نہ غمناک ہوں گے۔]۔ مگر اس دنیا میں اپنے نیک اعمال پر استقامت کے ذریعے اللہ کی اس رحمت کی امید کر سکتے ہیں [إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ [سورة الاحقاف؛ ۱۳] بے شک جنھوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر جمے رہے پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔]۔

ہر علم و یقین پر مبنی مخصوص عمل جس کا انسان مکلف ہے؛ اپنے اندر ایمان و تقویٰ کا جزو رکھتا ہے اور اس ایمان و تقویٰ کی نسبت اس مخصوص عمل کی قبولیت؛ اطاعت؛ صدق اور اخلاص میں مشقت کے عنصر کے ساتھ ہے۔ جتنی زیادہ مشقت اتنا ہی انسان کو ایمان اور اس ایمان کی بنیاد پر تقویٰ نصیب ہوگا[18]؛ اور جو شخص کسی مکلف عمل کے علم و یقین اور قبولیت کے باوجود اس کی اطاعت کا تارک ہو؛ تو ایسا شخص ظلم اور عملی نفاق میں مبتلا ہونے کے باعث اس مخصوص عمل میں موجود ایمان سے محروم ہے اور جو ایمان سے محروم ہو؛ وہ تقویٰ کا اہل ہی نہیں ہے۔ یہی وہ تقویٰ ہے جس کو صحابہ ؓ نے اپنے علم و یقین پر مبنی ہر مکلف اعمال کے ذریعے حاصل کیا اور اس تقویٰ نے اللہ کی رحمت کو ایسا متوجہ کیا کہ اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا اعلان اسی دنیا میں فرمادیا۔

کیا تقلید علم کے حصول کا قابل قبول ذریعہ ہے؟

اس بات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا کہ دین کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ سبحان و تعالیٰ کی

[18] اسی لیے جہاد فی سبیل اللہ کو دین کی چوٹی قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس عمل کے برحق ہونے کے علم و یقین پر امت میں کوئی اختلاف نہیں ہے؛ مگر اس عمل کی قبولیت؛ اطاعت؛ صدق اور اخلاص میں سب سے زیادہ مشقت ہے۔

ketabton.com - The Digital Library

اطاعت کی جائے؛ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی اس لئے واجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول و فعل سے احکام الہی کی ترجمانی فرمائی ہے؛ اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ اطاعت بغیر علم کے نہیں ہو سکتی ہے؛ اس لیے دین میں علم کی اصطلاح کا تعلق صرف کلام اللہ اور احادیث رسول ﷺ پر ہوتا ہے۔

دیگر عبادات کی طرح علم کا حصول بھی ایک عبادت ہے؛ چنانچہ اس میں عقیدہ توحید کے تمام ارکان بدرجہ اتم موجود ہونے چاہیے؛ یعنی۔۔۔

**علم**۔۔۔ اللہ کی خوشنودی و ناراضگی کے معلوم کرنے کے ذرائع جانتا ہو۔

**یقین**۔۔۔ ان ذرائع کے مستند ہونے پر یقین ہو۔

**قبولیت**۔۔۔ ان ذرائع کی قبولیت میں کوئی چیز مانع نہ ہو۔

**اطاعت**۔۔۔ ان ذرائع کی اطاعت نفس پر بھاری نہیں ہو۔

**صدق**۔۔۔ ان ذرائع کے استعمال میں سچا ہو؛ یعنی ان ذرائع سے دنیاوی مفاد کے حصول کا مقصد نہ ہو۔

**اخلاص**۔۔۔ اپنے تمام دینی و دنیاوی اغراض کا حل محض ان ذرائع میں سمجھے اور ان کے سوا دیگر ذرائع سے اپنے آپ کو غنی سمجھے۔

اور دیگر عبادات کی طرح علم کی عبادت کے بھی تین درجات ہیں؛ فرض عین؛ فرض کفایہ اور سنت۔ ہر عامل پر عمل سے پہلے علم کا حصول فرض عین ہے؛ بستی میں کسی ایک شخص کا عالم کے درجہ کے علم کا حصول فرض کفایہ ہے؛ بستی میں دیگر اشخاص کے لیے عالم کے درجہ کے علم کا حصول سنت ہے۔ فرض کفایہ کی ادائیگی سے عامل کو وہ علم نصیب ہوتا ہے جس کے باعث دوسروں کے لیے فرض عین کی ادائیگی ممکن ہوتی ہے؛ فرض عین کی ادائیگی کے باعث ایک عامل کم از کم اپنے عمل کا عالم بھی ہوتا ہے؛ اور فرض کفایہ کے بعد؛ سنت کی ادائیگی سے معاشرہ میں علم کو ترویج ملتی ہے اور لوگوں میں علم کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے اور عمومی گمراہی پھیلنے کا سدباب ہوتا ہے۔ جو عالم یا عامی علم کے حصول کی سعی میں سچا ہو اور حاصل ہونے والا علم؛ عقیدہ توحید کے ارکان کا حامل بھی ہو؛ تو چاہے پھر اس کا علم خطا پر بھی مبنی ہو؛ اس کو ایک اجر نصیب ہو جائے گا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ معاشرہ میں علماء اور عوام کی فطری تقسیم اور قرآن و حدیث کے دلائل کے مطابق

ketabton.com - The Digital Library

تقلید کا ایک لازم ملزوم امر ہونے کے بعد [---فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ[سورة النحل؛ ۴۳]سو اگر تمہیں معلوم نہیں تو اہلِ علم سے پوچھ لو۔]؛ آخر کس قسم کی تقلید سے ایک عامی ظاہری طور پر مقلد نظر آنے کے باوجود متبع رسول ﷺ ہو تا ہے؛ کسی اور کی اتباع کے شائبہ سے پاک [وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ[سورة الانعام؛ ۱۵۳]اور بے شک یہی میر اسیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو، اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے، (اللہ نے تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔]۔ وہ کون سی تقلید ہے جو اس عمل کا عالم قرار دیتے ہوئے؛ اس عمل میں پنہاں تقویٰ کے حصول کو اس کے لیے ممکن بناتی ہو [---إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ --- [سورة فاطر؛ ۲۸]---بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے عالم ہی ڈرتے ہیں---]۔

در حقیقت تقلید کے تین مدارج یا تین طریق ہیں؛

**حکم اور دلیل کے استنباط کے لیے اصول وضوابط[19] میں تقلید؛**

یہ تقلید علماء کے لیے مخصوص ہے؛ جس کے استعمال سے وہ قرآن وحدیث میں سے کسی عمل کے عملی شکل کا حکم کا استنباط کرنے کی دلیل[20] اور اس کا حکم مرتب کرتے ہیں۔ اس تقلید کے ذریعے دلیل اور اس سے تخریج شدہ حکم کے حصول میں عالم کے لیے عقیدہ توحید کے ارکان کی حفاظت انتہائی لازم ہے۔

انفرادی و باہمی معاملات میں عقیدہ توحید کے ارکان کی کمی فسق اور ظلم کے قبیل سے ہے؛ مگر اجتماعی معاملات میں عقیدہ توحید کے ارکان کی کمی؛ کفر کے قبیل سے ہونے اور لوگوں کے ایمان حبط ہونے کے

---

[19] امت میں یہ اصول وضوابط چار مکاتب فکر (یعنی حنفی؛ شافعی؛ مالکی اور حنبلی) کی صورت میں رائج ہیں اور ایک سوادِ اعظم انہی اصول وضوابط کا مقلد ہے؛ اور ان چاروں مکاتب فکر کو غیر مقلد مکتب فکر پر چار باتوں کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے۔

- ان چاروں مکاتب فکر کی سلف کے علماء کے ساتھ نسبت غیر مقلد مکتب فکر کی نسبت انتہائی وسیع ہے۔
- ان چاروں مکاتب فکر کا علمی سفر اور کاوشیں سلف تک مکمل طور پر قلم بند اور محفوظ ہے۔
- یہ چاروں مکاتب فکر مختلف ادوار؛ حالات اور جغرافیہ میں اپنے اصول وضوابط کے ذریعے؛ اس امت کے اجتماعی مسائل حل کرنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔
- ان چاروں مکاتب فکر کے متفق الیہ مسائل؛ ایک عامی کے لیے؛ غیر مقلد علماء کے انفرادی فتاویٰ سے زیادہ وزنی ہیں۔

[20] دلیل مرکب ہے؛ قرآن وحدیث پر مبنی علمی ماخذ اور اس ماخذ کی بنیاد پر قائم صائب رائے سے۔ یعنی وہ رائے جو اپنے ماخذ کے بنیادی اصولوں کے موافق ہو اور جس کی گنجائش اس ماخذ کے ظاہری مفہوم میں سے نکلتی ہو۔

ketabton.com - The Digital Library

حقیقی خطرہ کے باعث [21]؛ انفرادی و باہمی معاملات کے برعکس [22]؛ ہمارے علماء کی ذمہ داری ہے کہ اجتماعی سطح پر کسی بھی عمل کے نفاذ سے پہلے ہی اس کے تمام جائز و ناجائز پہلو عوام الناس کے سامنے واضح کردیں؛ نہ کہ ان کا علم؛ عقیدہ توحید کے ارکان (صدق و اخلاص) میں نقص کے باعث؛ زمانہ کی ضرورت کے نام پر؛ معاشرہ کی اکثریت میں پہلے سے ترویج شدہ یا حکومت کی جانب سے نفاذ شدہ ان اعمال کو جواز فراہم کرتا ہے؛ جن کے اصول اسلام کے ساتھ متصادم ہیں۔ ان علماء کی "لوگوں میں آسانی پیدا کرو" کے اصول پر قائم؛ مداہنت پر مبنی؛ استنباط شدہ دلیل اور حکم کی برائی کا اثر انتہائی وسیع پیمانہ پر ہوتا ہے؛ مگر اگر معاشرہ حقیقی معنوں میں "حکم مع دلیل میں تقلید" کی بنیاد پر قائم ہو تو اس کا اثر قلیل مدتی ہوتا ہے۔

## حکم [23] مع دلیل میں تقلید؛

اس تقلید میں عامی اور وہ علماء جن میں اصول وضوابط سے براہ راست دلیل اور حکم استنباط کرنے کی صلاحیت نہیں ہے؛ دونوں مشترک ہیں۔ اس دائرہ میں عالم اپنے تقلیدی حکم کے فتویٰ میں اور عامی اپنے تقلیدی عمل میں دلیل کا پابند ہوتا ہے اور اس کے باعث وہ اس علم کے حامل ہوتے ہیں؛ جو اگر عقیدہ توحید کے ارکان سے مزین ہو؛ تو ان کو اس عمل میں موجود تقویٰ سے مزین کر دیتا ہے۔

عقیدہ توحید کے ارکان (صدق و اخلاص) میں نقص کے باعث ایک عالم کسی بیرونی دباؤ یا ذاتی مفاد کے تحت کسی کمزور دلیل کو اپنے تقلیدی فتوی میں یا ایک عامی اپنے عقیدہ توحید کے ارکان (قبولیت؛ اطاعت و صدق و اخلاص) میں نقص کے باعث صرف اس دلیل کی طرف متوجہ ہوتا جس پر عمل اس کے نفس کی چاہت ہوتا ہے؛ مگر پہلی صورت عالم کے حق میں ظلم اور دوسری صورت عامی کے حق میں فسق کی ہے۔ مگر دونوں صورتوں میں اس کمزور تقلیدی دلیل کے انتخاب کی برائی کا اثر محدود بھی ہوتا ہے اور قلیل مدتی بھی۔

---

[21] انفرادی؛ باہمی اور اجتماعی معاملات کا فسق؛ ظلم اور کفر سے ربط کے لیے مطالعہ فرمائیں کتاب "قوا انفسکم و اھلیکم نارا" میں مضمون "شریعت کی حقیقت"۔

[22] انفرادی و باہمی معاملات کی نوعیت؛ وسعت اور فریقین کی جہالت کے باعث گنجائش موجود ہے؛ کہ فریق یا فریقین معاملہ کے بعد علماء کے علم سے مستفید ہو کر اپنے معاملہ کی اصلاح فرما سکیں۔ مگر اجتماعی معاملات کے نفاذ میں اولو الامر (حکمران اور علماء) حضرات کے پاس نہ تو فوری نوعیت عذر ہو سکتی اور نہ ہی جہالت۔ اور ایسی صورت میں نافذ کردہ معاملہ کا شریعت مخالف ہونا کفر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

[23] حکم سے مراد دلیل سے تخریج شدہ عمل کی عملی شکل کا فتویٰ۔

ketabton.com - The Digital Library

## حکم بدون دلیل میں تقلید؛

یہ تقلید عمل میں موجود عقیدہ توحید کے ارکان علم و یقین سے اختیاری جہالت اور علم کی عبادت کی عدم ادائیگی پر مبنی ہونے کے لیے علماء کے مقام کے منافی اور عامی کے لیے شرعی عذر[24] کے ساتھ جائز ہے۔

عقیدہ توحید کے ارکان علم اور اس علم پر یقین کی کیفیت سے اعراض کے باعث؛ اس درجہ کی تقلید میں عمل کی بنیاد عقیدہ توحید کے رکن قبولیت سے شروع ہو کر اطاعت؛ صدق اور اخلاص پر مشتمل ہوتی ہے۔ مگر اپنی اطاعت میں صدق اور اخلاص کے حصول کے لیے؛ یہ عمل اپنی قبولیت میں مندرجہ ذیل کسی ایک یا ایک سے زیادہ مفروضات کا محتاج ہوتا ہے؛

- اپنے مؤقف کے برحق ہونے کا یقین رکھو اور مخالف کے مؤقف پر مباحثہ نہ کرو۔[25]
- اپنے مکتب فکر کے علماء کی دین کی سمجھ اور ان کی ذہانت و فطانت پر یقین رکھو؛ اور کسی بھی اختلافی مؤقف پر؛ ان کا عمل اور ان کی خاموشی؛ اس اختلافی مؤقف کے رد کے لیے کافی ہے۔[26]
- احادیث کے مجموعات بعد میں مرتب ہوئے اور ہمارے مکتب فکر میں یہ حکم اس سے پہلے کا مشہور ہے۔[27]

---

[24] ہر فرض عین سے رخصت اس کے شرعی عذر کے تابع ہے؛ بعینہ علم کی عبادت سے رخصت کے لیے دو ہی شرعی عذر ہیں؛ اول مکلف نہ ہو (مثلاً قبل از بلوغت عاقل بچے؛ یا ذہنی معذور افراد)؛ دوم استطاعت (صلاحیت و اسباب و سعی کی طاقت) نہ ہو (مثلاً دیہاتی؛ غلام؛ کند ذہن وغیرہ)۔

[25] جس دین میں صرف حق کی تلاش کی سعی پر ایک اجر اور حق تک پہنچ جانے پر دو اجر کا وعدہ ہو؛ اس دین میں یہ اصول حق کی تلاش کی سعی کو لایعنی جدوجہد قرار دیتے ہوئے اپنے مؤقف پر برحق ہونے کے یقین کی کیفیت پیدا کرنے کا دعویدار ہے۔ ہر عامی و عالم پر مختلف فیہ معاملات پر اپنی صلاحیت و اسباب مقدور علم کی سعی فرض ہے جس کے بدولت اس کو اپنے عمل کے برحق ہونے پر یقین کی کیفیت نصیب ہو سکے۔

[26] قرآن حکیم کے فرمان [۔۔۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ [سورة يوسف؛ ٧٦] ۔۔۔ اور ہر علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کر ہے۔] کے بعد اس اصول پر یقین کی کیفیت پیدا کرنے فقط یہی مراد ہے کہ قرآن کی یہ آیت ایک مخصوص مکتب فکر کے علما کے لیے نازل ہوئی تھی اور باقی تمام مکاتب فکر کے علماء کی حق تک نہ پہنچ سکنے کی صلاحیت مسلمہ ہے۔

[27] قرآن حکیم کے فرمان [إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ [سورة الحجر؛ ٩] ہم نے یہ نصیحت اتار دی ہے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں۔] کے مطابق اللہ سبحان وتعالیٰ نے ذکر کی حفاظت اپنے ذمہ قرار دی ہے؛ اور اہل سنت والجماعت کے علما کا اجماع ہے کہ اس میں وحی متلو اور غیر متلو دونوں شامل ہیں فرق صرف ان کی حفاظت کے طریقہ کار میں۔ وحی متلو یعنی

ketabton.com - The Digital Library

- دلیل کی سمجھ پیدا کرنے کے لیے دینی مدارس میں وقت لگانا پڑے گا۔[28]
- ایک عامی کے لیے حکم ہی کافی ہے وہ دلیل کا مکلف نہیں ہے۔[29]

صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ان کے تقویٰ؛ ان سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور ان کے عدل اور صدق پر امت کے اجماع کی وجہ سے؛ یقین کے ساتھ؛ پہلے تین مفروضات کا اطلاق کیا جا سکتا ہے اور اسی لیے قرآن و حدیث کے بعد آثار صحابہ رضی اللہ عنہم بھی دین میں علم کا فائدہ دیتے ہیں۔

کثیر الاستعمال ہونے کے باوجود؛ اس طریقہ تقلید کی قباحتیں قرآن و حدیث میں بے شمار بیان ہوئیں ہیں؛ جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔۔۔

- پچھلی مسلمان امتیں (یہود و نصاریٰ) اس طریقہ تقلید کے باعث تباہ ہوئیں۔
- حق کے کڑوے اور باعث آزمائش ہونے کے باعث؛ صرف اسی تقلید کی بدولت علمائے سوء کو معاشرہ میں من مانی کرنے کا موقع نصیب ہوتا ہے۔

---

قرآن کی حفاظت عموم کے ذریعے اور وحی غیر متلو یعنی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت محدثین کے ذریعے؛ اس کے علاوہ دین میں کسی تیسری حفاظت کے طریقے پر امت کا اجماع نہیں ہے۔

[28] سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم؛ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے دروس کے تذکروں میں اس شرط کا کوئی تذکرہ نہیں ہے کہ ان کے علم کے حلقہ مخصوص افراد کے لیے متعین تھے۔ قرآن کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں لوگوں پر آیتیں پڑھنا؛ انہیں پاک کرنا؛ انہیں کتاب (دلیل) اور دانش (حکم) سکھانا تھا؛ مگر ایسی کسی شرط کا ذکر نہیں ہے کہ انہیں پہلے لوگوں کی اہلیت جانچنے کا حکم دیا گیا ہو۔ بلکہ ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ سے صرف نظر کرنے کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تنبیہ فرمائی گئی؛ اس میں ہمارے علماء کے لیے انتہائی بڑی نصیحت ہے کہ علم کے حصول کی اہلیت کا معیار مقرر کرنے کا اختیار ان کا نہیں ہے۔ در حقیقت مدارس کی تعلیم کا مقصد معاشرہ میں وہ افرادی قوت مہیا کرنا ہے؛ جو ہر علاقہ میں فرض کفایہ کی ادائیگی کی صورت میں عوام کے اوپر سے گناہ کا بوجھ ہلکا کر سکیں؛ مگر ہمارے ڈاکٹر بھائیوں کی طرح؛ ہمارے فارغ التحصیل علماء بھی دینی ضرورت سے صرف نظر فرماتے ہوئے؛ صرف ان علاقوں کو پسند فرماتے ہیں جہاں ان کا علم؛ سنت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور مدارس میں قرآن و حدیث کے علوم کے علاوہ دیگر فنون کی تدریس کا مقصد محض طالب علم میں وہ بنیاد پیدا کرنے کی کوشش ہے؛ جس پر عمارت قائم کر کے اگر وہ چاہیں تو براہ راست اپنے اپنے مکتب فکر کے اصول و ضوابط کی روشنی میں حکم اور اس کی دلیل کا استنباط کر سکیں۔

[29] بغیر دلیل کے حکم کی مثال؛ بغیر سند کے حدیث کی سی ہے۔ کیا کوئی عالم بغیر سند کی حدیث کو اپنی دلیل کا ماخذ قرار دے سکتا ہے؛ اگر نہیں تو ایک عامی سے بغیر دلیل کے حکم کی اطاعت کا مطالبہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اور اگر ایک عامی دلیل کا مکلف ہی نہیں ہے تو پھر وہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال کا جوابدہ کیوں کر ہو سکتا ہے اور کل وبال اس عالم پر ہونا چاہیے؛ جس کا وہ اندھا مقلد ہے۔ کیا دین اسلام میں اس نظریہ کی کوئی گنجائش موجود ہے؟۔

ketabton.com - The Digital Library

- علمائے حق اپنی حق گوئی اور دین میں اپنے مؤقف کے باعث معاشرہ سے کٹ جاتا ہے۔
- عوام علم کی عبادت کی ادائیگی سے کنارہ کشی کو جائز قرار دے دیتی ہے۔
- عوام علم سے دوری کے سبب؛ جہالت کی دلدادہ؛ تقویٰ سے عاری اور صرف اپنی خواہشات کی اسیر بن جاتی ہے۔
- تقویٰ سے محرومی کے باعث امت میں "وھن کی بیماری"[30] عروج پر پہنچ جاتی ہے۔
- عوام میں علماء شارع اسلام کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔
- دلیل کی اہمیت اور اس کو سمجھنے کی صلاحیت علما اور عوام دونوں میں مفقود ہو جاتی ہے؛ علماء کے لیے ان کے مسلک کے بڑوں کا قول و فعل ہی دلیل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔
- حکم دلیل پر فوقیت اختیار کر لیتا ہے۔ حکم اور دلیل کے تعارض میں؛ دلیل کو حکم پر فوقیت دینے سے غیر مقلد کہلانے یا اپنے مسلک سے روگردانی کے خوف کے باعث؛ عالم و عامی دونوں کے لیے دلیل کا رد آسان ہو جاتا ہے۔
- دین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور ہر گروہ اپنے حق پر ہونے کا دعویدار ہوتا ہے۔
- بدعتیں معاشرہ میں عام ہو جاتی ہیں؛ اور ہر گروہ دین کے اصل اور مستند فرائض و سنن کو پس پشت ڈال کر اپنے خود ساختہ نیک اعمال کی ترویج و تشہیر میں مصروف ہو جاتا ہے۔
- ہر گروہ اپنے ہم مسلک علماء پر مستند علماء کی اصطلاح کا اطلاق کرتے ہوئے، صرف ان کی زندگیوں کو قرآن و سنت کے مطابق قرار دیتے ہوئے، لوگوں کو دین اسلام کے بجائے اپنے گروہ میں شمولیت کی دعوت دیتا رہتا ہے[31]۔

غرض کہ دین اسلام میں مطلوب تقلید؛ در حقیقت علم کے حصول کا ایک ذریعہ ہے اور ہر انسان اس میں آزاد ہے کہ جس عالم کے دین پر اس کو اعتماد ہو؛ وہ اس سے تقلیداً عمل کا حکم اور اس کی دلیل حاصل کر

[30] زندگی سے محبت اور موت کا خوف۔

[31] ان تمام قباحتوں کے دلائل قرآن و حدیث سے پیش کئے جاسکتے ہیں؛ مگر صرف طوالت کے پیش نظر ان سے پرہیز کیا ہے؛ کیونکہ ان تمام قباحتوں کا احوال روز روشن کی طرح ہمارے معاشروں میں واضح ہے۔

ketabton.com - The Digital Library

لے[32] [۔۔۔فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ [سورة النحل؛ ۴۳] سو اگر تمہیں معلوم نہیں تو اہلِ علم سے پوچھ لو۔]۔ اور ایک عالم کے لیے قطعی طور پر یہ امر باعث عار نہیں ہونا چاہیے کہ ایک عامی اس سے دلیل طلب کرے؛ کیونکہ دلیل کا علم ہی تو اس کو دنیا و آخرت میں عامی سے ممتاز کرتا ہے؛ نہ کہ حکم کی معلومات۔ مگر یہ بات بھی یقینی ہے کہ ہر دور میں علماء کی علمی حیثیت میں تفاوت بھی موجود رہا ہے [۔۔۔وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ [سورة یوسف؛ ۷۶]۔۔۔اور ہر علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کر ہے۔] اور گو علماء میں ہر اختلاف کی ابتدا خالص علمی بھی ہو سکتی ہے؛ مگر امت میں اس اختلاف کا دوام ہمیشہ اپنے اپنے مکاتب فکر؛ مسلک یا گروہ کی برتری کے جذبہ کے تحت؛ عقیدہ توحید کے تیسرے رکن "قبولیت" سے اعراض کی وجہ سے رہا ہے۔

- ✓ وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ [سورة الجاثية؛ ۱۷] اور انہیں دین کے کھلے کھلے احکام بھی دیے، پھر **انہوں نے اختلاف کیا** تو علم آنے کے بعد **صرف آپس کی ضد سے**، بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس چیز میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے۔

اور امت کے اسی اختلاف میں اللہ سبحان و تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے لیے؛ ہر عالم و عامی دن میں کم از کم سترہ بار اپنی نماز میں ہدایت (یعنی حق کو اپنانے کی قوت فیصلہ)[33] کی دعا مانگتا ہے۔

- ✓ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ [سورة الفاتحه؛ ۵ ۔ ۶] ہمیں **سیدھا راستہ دکھا**۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، نہ کہ جن پر **تیرا غضب** نازل ہوا اور نہ وہ **جو گمراہ** ہوئے۔

---

[32] دین میں امت کی وحدت کی اہمیت کے پیش نظر بہتر یہی ہے کہ؛ کم از کم باہمی اور اجتماعی معاملات میں انسان جس علاقہ میں قیام پذیر ہو؛ اسی علاقہ کے مشہور و معروف مکتب فکر کے احکام و دلائل پر اپنی زندگی گزارے اور غیر اہل سنت و جماعت اور گمراہ فرقوں کی مشابہت سے بچتے ہوئے؛ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ چننے پر اصرار نہ کرے۔

[33] حق کا واضح ہونا تو کسبی علم و یقین کے شعبہ سے ہے؛ مگر اس واضح حق کو اپنانے کی قوت فیصلہ ہی وہ ہدایت ہے جو اللہ سبحان و تعالیٰ کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ہے اور منینین کا خاصہ ہے [ ۔۔۔اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ [سورة الشوریٰ؛ ۱۳]۔۔۔اللہ جسے چاہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے راہ دکھاتا ہے۔]

ketabton.com - The Digital Library

یہی وہ وہبی امر ہے؛ جس کے موجودگی میں اللہ سبحان وتعالٰی انسان کو وہ توفیق عطا فرماتا ہے؛ کہ وہ اپنے کسی بھی علم وعمل کے کسبی علم ویقین کو؛ کسبی قبولیت واطاعت وصدق اور اخلاص کے ذریعے مکمل کرسکے۔

- ✓ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ [سورة النحل؛ ۹۳] اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا اور لیکن وہ جسے چاہتا ہے **گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے** اور جسے چاہتا ہے **ہدایت دیتا ہے**، اور البتہ تم سے پوچھا جائے گا کہ کیا کرتے تھے۔
- ✓ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ [سورة البقرة؛ ۲۱۳] سب لوگ **ایک دین** پر تھے، پھر اللہ نے انبیاء خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے، اور ان کے ساتھ **سچی کتاب نازل کی** تاکہ لوگوں میں اس بات میں **فیصلہ کرے** جس میں اختلاف کرتے تھے، اور اس میں اختلاف نہیں کیا مگر انہیں لوگوں نے جنھیں وہ (کتاب؛) دی گئی تھی اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن دلیلیں آچکی تھیں **آپس کی ضد کی وجہ سے**، پھر **اللہ نے اپنے حکم سے ہدایت** کی ان کو جو ایمان والے ہیں اس حق بات کی **جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے**، اور اللہ جسے چاہے **سیدھے راستے کی ہدایت** کرتا ہے۔

اس لیے ہر شخص (عالم وعامی) اپنے کسبی علم ویقین کے بعد اس ہدایت کا محتاج ہے؛ کیونکہ حق واضح ہونا کافی نہیں ہے بلکہ حق کو اپنانا لازم ہے؛ حتّٰی کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس ہدایت کو اللہ سبحان وتعالٰی سے طلب بھی کرتے تھے اور اس پر چلنے کی توفیق بھی؛

- ✓ ابوسلمہ بن عبدالرحمان نے کہا: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: "نبی کریم ﷺ جب رات کو نماز کے لیے اٹھتے تھے؛ تو کس چیز کے ساتھ نماز کا آغاز کرتے تھے؟" انہوں نے جواب دیا "جب آپ رات کو اٹھتے تو نماز کا آغاز (اس دعا سے) کرتے "اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والے! پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے! تیرے بندے جن باتوں میں اختلاف کرتے تھے تو ہی ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، **جن باتوں میں اختلاف** کیا گیا ہے تو ہی اپنے حکم سے مجھے ان میں سے **جو حق ہے اس پر چلا**، بے شک تو ہی جسے چاہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے"۔ [صحیح مسلم/کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا/حدیث: ۱۸۱۱]

ketabton.com - The Digital Library

اللہ سبحان و تعالیٰ کا وعدہ ہے کے جو عالم یا عامی اس کی رضامندی کے حصول میں سچا ہے؛ وہ اس کو ضرور ہدایت سے نوازے گا [وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ [سورة العنکبوت؛ ٦٩] اور جنہوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھادیں گے، اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔]؛ اور اسی ہدایت کے باعث؛ ایک عالم کو اپنے اصح علم پر اور عامی کو اپنے اصح عمل کے کسبی علم ویقین پر وہ شرح صدر کی کیفیت حاصل ہوتی ہے [فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ---[سورة الانعام؛ ١٢٥] سو جسے اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت دے تو اس کے سینہ کو اسلام کے قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے---]؛ جس کو زائل کرنے کے لیے اس کے پاس کوئی نقلی و عقلی دلیل نہیں ہوتی ہے۔

اللہ سبحان و تعالیٰ کی ہدایت عمومی نوعیت کی بھی ہے جس میں کفار بھی شامل ہیں اور خصوصی نوعیت کی بھی جو دعا کے نتیجہ میں عطا کی جاتی ہے؛ مگر دونوں صورتوں میں اس ہدایت سے استفادہ کی توفیق صرف اس خوش نصیب کو نصیب ہوتی ہے جو غیر اختیاری جہالت یا ظلم[34] میں مبتلا ہے؛ اختیاری جہالت یا ظلم[35] کا مرتکب انسان (گو اس نے خود ہی ہدایت طلب کی ہو)؛ اس ہدایت سے استفادہ کی توفیق کا طلب گار ہی نہیں۔ اور اس صورت میں یہ ہدایت صرف اس کے نفس پر بطور حجت؛ وہ اَنْ مِٹ نقش چھوڑ جاتی ہے؛ جس کے باعث ہر نفس روز محشر خود اپنی کوتاہیوں پر گواہ ہوگی۔

✓ يُنَبَّأُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿﴾ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ﴿﴾ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ [سورة القيامة؛ ١٣ - ١٥] اس دن انسان کو بتادیا جائے گا کہ وہ **کیا لایا** اور **کیا چھوڑ آیا**۔ بلکہ انسان اپنے اوپر **خود شاہد** ہے۔ گو وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔

[34] **غیر اختیاری جہالت**؛ وہ عالم یا عامی جو علم کی عبادت کے حصول سے غافل نہ ہو؛ مگر اس مخصوص مسئلہ یا عمل کا علم ابھی اس پر مخفی ہو۔ **غیر اختیاری ظلم**؛ وہ عالم یا عامی جس کو اس مخصوص مسئلہ یا عمل کا علم نصیب ہو چکا ہو؛ مگر ابھی یقین کی کیفیت نصیب نہ ہوئی ہو۔

[35] **اختیاری جہالت**؛ وہ عالم یا عامی جو علم کی عبادت کے حصول کا تارک ہو؛ اور اس مخصوص مسئلہ یا عمل پر اپنی حالت جہالت پر مطمئن ہو؛ اور اپنی اسی "اختیاری جہالت" کے سبب اس مسئلہ یا عمل میں اس کا شمار "الضَّالِّينَ" میں ہوتا ہے۔ **اختیاری ظلم**؛ وہ عالم یا عامی جس کو اس مخصوص مسئلہ یا عمل کا علم بھی نصیب ہو چکا ہو اور اس علم پر یقین کی کیفیت بھی؛ مگر اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کے باعث اس کو قبول کرنے سے انکار کردے؛ اور اپنے اسی "اختیاری ظلم" کے سبب اس مسئلہ یا عمل میں اس کا شمار "الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ" میں ہوتا ہے۔

ketabton.com - The Digital Library

اور اس ہدایت کی مثال سیڑھی کے قدموں کی سی ہے؛ ہر پچھلا قدم اگلے قدم کا راستہ کھولتا ہے۔ جو خوش نصیب اس ہدایت کو ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے؛ صرف اسی سے اللہ سبحان و تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ؛ وہ اس کی ہدایت میں اضافہ بھی فرمائے گا؛ بلکہ اس کے اعمال کو تقویٰ سے مزین بھی فرمائے گا؛ وہی تقویٰ جو دنیا و آخرت میں اللہ سبحان و تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرنے کا واحد سبب ہے۔

✓ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ [سورۃ محمد ؛ ۱۷] اور جو **راستہ پر آ گئے** ہیں اللہ انہیں **اور زیادہ ہدایت** دیتا اور انہیں **پرہیز گاری عطا** کرتا ہے۔

کلام آخر یہی ہے کہ؛ یوم محشر میں انسان کے نامہ اعمال میں ہر وہ ظاہری نیک عمل جو اختیاری جہالت یا ظلم کی بنیاد پر قائم ہوا ہو گا؛ وہ ظاہری نیک عمل اپنے اندر موجود عقیدہ توحید کی نفی کے سبب سے معصیت میں تبدیل ہو جائے گا اور انسان کے لیے باعث ندامت اور خسارہ ہو گا۔

اور ہر وہ ظاہری نیک عمل جس کی بنیاد غیر اختیاری جہالت یا ظلم ہو گا؛ وہ ظاہری نیک عمل اپنی خطا یعنی حق سے چوک جانے اور اس کے سبب اپنے اندر موجود عقیدہ توحید میں کمی کے باعث؛ محض اللہ کے فضل سے میزان پر ایک اجر کا مستحق ہو گا۔

اور وہ ظاہری نیک عمل جس کی بنیاد؛ حسب استطاعت علم و یقین کے حصول اور اس کی دلی قبولیت کے بعد؛ قلبی صدق و احسان کے ساتھ اتباع رسول ﷺ پر مبنی ظاہری اطاعت ہو گی؛ یہی ظاہری نیک عمل اپنے اندر موجود عقیدہ توحید کے اثبات کی بدولت "حسنات" میں شمار ہوتے ہوئے؛ اللہ کے فضل عظیم سے میزان پر کم از کم دس گنا اجر کا مستحق ہو گا۔

✓ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ [سورۃ الانعام ؛ ۱۶۰] جو کوئی ایک نیکی کرے گا اس کے لیے **دس گنا اجر** ہے، اور جو بدی کرے گا سو اسے اسی کے برابر سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آلہٖ و صحابہٖ و بارك و سلم تسلیماً کثیرا کثیرا

## Thank you for reading

Find more e-books and articles on Ketabton - your multilingual digital library.

**www.ketabton.com**

*Ketabton - Pashto, Farsi, Arabic & English*